AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783

https://aljamei.com/index.php/ajrj

The Islamic Concept of Global Leadership: A Comparative Study of the Holy Quran, Prophetic Hadiths, and Modern Global Political Ideologies

عالمی قیادت کا اسلامی تصور: قرآن مجید، احادیثِ نبویؐ اور جدید عالمی سیاسی نظریات کا تقابلی مطالعہ

Syed Riaz Hussain

PhD Research Scholar, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, riazhussain72512@gmail.com

Muhammad Akbar

PhD Research Scholar, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, akbarsaifi536@gmail.com

Abstract

This research explores the concept of a world government from three interconnected perspectives: the Qur'anic vision of global unity, the Prophetic Hadith literature on political leadership and eschatological governance, and contemporary discourses on global governance in the modern era. The study aims to investigate whether Islam envisions or supports a form of unified global political order and how this concept aligns with or differs from modern secular ideas of world government.From the Qur'anic perspective, themes of universal justice, unity of humankind, and the oneness of the divine message (e.g., Qur'an 49:13, 21:107) provide a spiritual and ethical foundation for collective governance under moral law. The research then examines relevant Hadiths, including those pertaining to the *Khilafah 'ala minhaj al-nubuwwah* (Caliphate on the Prophetic methodology), the arrival of Imam Mahdi, and eschatological unification under one righteous

leader. These traditions hint at a future global leadership centered on justice, equity, and spiritual values.The study further engages with modern political theories of world government—such as those proposed by globalists, federalists, and institutions like the United Nations—comparing their foundational principles with Islamic teachings. Particular focus is given to issues of sovereignty, moral law, pluralism, and the role of religion in governance.The research concludes that while Islam envisions a form of ethical and spiritually rooted global leadership, it differs fundamentally from secular, technocratic notions of world government. Islam's model emphasizes divine guidance, prophetic ethics, and accountability to God, making it both universal and transcendental in vision.

Keywords: World Government, Caliph, Adam, Satan, Jews, Hazrat Isa, Hazrat Imam Mehdi

وقت عدم ہے۔ زمانے اور مادے کا وجود تک نہیں۔ نہ ہوا ہے نہ فضا۔ نہ ستارے نہ سیارے۔ نہ کائنات نہ موجودات۔ موجود ہے تو بس ایک ہستی جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی اور ہمیشہ ہمیشہ اسے کبھی زوال نہیں آئے گا۔ پھر اس ہمیشہ سے موجود وحدہ لاشریک ذات نے کائنات کی تخلیق کا فیصلہ فرمایا اور بغیر کانوں کے پردوں سے ٹکرانے والی "صدائے کن" بلند ہوئی اور لامحدود کائنات عدم سے وجود میں آئی جس میں مادہ وجود میں آتا اور بکھرتا چلا گیا اور پھر اس لامحدود وسعتوں پر محیط کائنات کی ایک کہکشاں کے ایک چھوٹے سے سولر سسٹم میں ایک عام سا سیارہ اپنے خلیفہ اور اشرف المخلوقات کے لیے بطور آزمائش وقف فرمادیا اور اس سیارے میں ہوا، پانی، نباتات، روشنی اور حیوانات پیدا فرما کر اس کی زندگی کی بقاء کا سامان پیدا فرمادیا۔ نظام کائنات کو چلانے کے لیے نور سے فرشتوں کی تخلیق فرمائی۔ 1 آگ سے جنات کو وجود میں لایا گیا جن میں سے ایک جن اتنا عبادت گزار ہوا کہ فرشتوں میں جا بیٹھا۔ 2

ایک عالمی توحیدی حکومت کا پس منظر اور خلیفہ کا تقرر:

ایک وقت مقرر گزر جانے کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے خلیفہ اور اشرف المخلوقات کی تخلیق کا ارادہ فرما کر زمین پر انسانوں کی رہائش کا ارادہ فرمایا 3 اور فرشتوں کو اپنے ارادے سے آگاہ فرمادیا کہ میں زمین پر اپنا خلیفہ 4 مقرر کرنے والا ہوں۔ 5 فرشتوں نے بھی عرض کر دی کہ اے مالک آپ ایسی مخلوق خلق کر رہے ہیں جو زمین پر فساد برپا کر دے گی اور قتل و غارت کرے گی۔ 6 لیکن باری تعالیٰ نے إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ فرما کر چپ کرا دیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی تخلیق مٹی سے فرمائی اور اس کے عناصر ترکیبی میں سے مٹی کو غالب عنصر کے طور پر منتخب فرمایا۔ 7 انہیں علم اور سمجھ بوجھ کی صلاحیت عطا فرما کر اشرف المخلوقات بنا دیا۔ 8 آدم کی دوسری تمام مخلوقات پر برتری ظاہر کرنے کے لیے فرشتوں کو اسے سجدہ کرنے کا حکم دیا مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ 9 کیونکہ وہ جنات میں سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے باوجود تمام احوال سے باخبر ہونے کے اتمام حجت کے لیے شیطان سے سجدہ نہ کرنے کی وجہ پوچھی 10 تو شیطان نے تکبر کرتے ہوئے اپنی آگ سے کی گئی تخلیق پر فخر کیا۔ 11 اور اپنے آپ کو آدم سے بہتر قرار دیا۔ چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے شیطان کو تکبر کی وجہ سے فرشتوں سے نکال باہر کیا 12

اور رجیم قرار دے کر قیامت تک کے لیے ملعون بنادیا13 مگر شیطان نے اپنی عبادت کے صلے میں قیامت تک کی لمبی زندگی مانگ لی اور اللہ تعالیٰ نے بھی اسے وقت معلوم کے لیے زندگی عطا فرمادی14 اور شیطان نے اسی وقت کہہ دیا کہ میں تیرے مخلص بندوں کے علاوہ سب کو بہکا دوں گا اور اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں جہنم میں اکٹھے کرنے کی نوید سنادی۔15 اور یہ سب کچھ حضرت آدمؑ کے سامنے ہو رہا تھا تاکہ وہ اس بات کے چشم دید گواہ رہیں کہ ان کا اصل دشمن کون ہے۔16

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آدم و حوا علیہما السلام کو رہنے کے لیے جنت ارضی میں جگہ عطا فرمادی۔17 مگر ساتھ ہی شجرہ ممنوعہ کے پاس جانے سے بھی منع فرمادیا18 مگر اب شیطان انسان کا دشمن ہو چکا تھا کہ اسی کی وجہ سے وہ رجیم و ملعون ٹھہرا اور فرشتوں کی محافل سے بھی نکال دیا گیا۔ چنانچہ وہ ان کے پاس آیا اور قسم کھا کر وسوسہ ڈالا کہ وہ شجر ممنوعہ کا پھل کھالیں تاکہ وہ فرشتے بن جائیں یا ہمیشہ کے لیے زندہ رہیں۔ جب دونوں نے شجر ممنوعہ کا پھل کھایا تو ان کی شرمگاہیں ایک دوسرے پر کھل گئیں اور وہ جنت کے پتوں سے اپنے آپ کو ڈھانپنے لگے۔ تب خدائے پروردگار نے انہیں پکارا کہ کیا میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور یہ کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔19

خلافت ارضی۔ایک عالمی توحیدی حکومت کی ابتداء

درحقیقت ایک عالمی توحیدی حکومت کا فیصلہ تو انسان کی پیدائش سے پہلے ہی ہو گیا تھا جب باری تعالیٰ نے زمین پر اپنے خلیفہ کے تقرر کا فیصلہ فرمایا تھا۔ اب آدمؑ کو زمین پر بھیج دیا گیا تاکہ خلافت ارضی اور زمین پر خدائی توحیدی عالمی حکومت کا اجراء کریں جس مقصد کے لیے انہیں پیدا فرمایا گیا تھا اور ساتھ ہی انہیں بتادیا گیا کہ اب جبکہ شیطان تمہارا دشمن ہو گیا ہے تو میری ہدایت تم تک پہنچے گی لہٰذا اس کی پیروی کرنا اور ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا کہ تم میں سے زیادہ لوگ شیطان کے وسوسے میں آنے کی وجہ سے ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔20 چنانچہ جو ہماری ہدایت کی پیروی کرے گا تو دوبارہ جنت میں لاؤں گا جس کا تم مشاہدہ کر چکے ہو ورنہ تھوڑا عرصہ فائدہ پہنچا کر شیطان کے ساتھ ہمیشہ کے لیے جہنم بھیج دیا جائے گا۔21

سلسلہ تولد و تناسل شروع ہوا اور آدم و حوا علیہما السلام کو اللہ تعالیٰ نے اولاد سے نواز کر انسانوں کی پیدائش کا آغاز فرمادیا مگر **بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ** کی تعبیر ابتداء انسانیت سے ہی اس وقت شروع ہو گئی جب حضرت آدمؑ کی اولاد میں سے ہی قابیل نے شیطان کی پیروی میں اپنے ہی سگے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا22 اور یوں نسل انسانی میں حق و باطل کا ایک دوسرے پر غلبہ پانے کی کشمکش کا آغاز ہو گیا اور پھر یہیں سے نسل انسانی کی تقسیم دو گروہوں میں ہو گئی۔ ایک وہ جو الٰہی خلافت کے علمبردار اور زمین پر عالمی توحیدی حکومت کے لیے کوشاں رہے۔ دوسرا شیطان کا گروہ جو خدا کے مقابلے میں اپنا استحصالی عالمی شیطانی نظام حکومت قائم کرنا چاہتا تھا تاکہ لوگوں کو غلام بنا کر شیطانی نظام رائج کیا جاسکے۔

حضرت آدمؑ سے حضرت محمد ﷺ کی بعثت تک انبیاء علیہم السلام نے ہر ممکن کوشش کی کہ مخلوق خدا اطاعت الٰہی پر آمادہ رہے اور سعید و نیک بخت ہوں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے زمین پر اپنے نیک و صالح بندوں جیسا کہ حضرت آدمؑ اور داؤدؑ کی خلافت، حضرت ابراہیمؑ کی امامت اور حضرت سلیمانؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت طالوت اور حضرت ذوالقرنین کی حکومت کے ذریعے عالمی توحیدی نظام حکومت کی مثالیں بھی دکھائیں تاکہ لوگوں کو توحیدی نظام حکومت اور اس کی ضرورت و اہمیت سے روشناس کیا جائے اور وقتاً فوقتاً قوموں کی رہنمائی کے لیے کتب سماوی اور صحیفے بھی نازل ہوتے رہے جو سوائے قرآن حکیم کے وقت کے ساتھ گردش زمانہ یا اس مذہب کے پیشواؤں کی مرضی کی تحریفات کی نذر ہو

گئیں23 مگر زیادہ تر لوگ ان کے مشاہدہ کے باوجود عقل کے استعمال کو ترک کرتے ہوئے شیطان کے دام وساوس میں گرفتار ہو کر جلد ہی دوبارہ شیطانی نظام کی طرف پلٹ گئے۔24 چونکہ آپ ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت ورسالت ختم ہو جانا تھا25اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہدایت و آئین اسلامی عالمی حکومت کے طور پر قرآن و سنت کو قیامت تک کے لیے محفوظ فرمالیا۔26

یہودیت۔۔ابتداء سے عالمی نظام حکومت کی سازش تک

تاریخ انسانی کا ایک اہم ترین واقعہ حضرت یعقوبؑ کی اولاد بنی اسرائیل سے یہودیوں کا اس دنیا میں آنا ہے جسے اس وقت کی تمام قوموں پر فضیلت عطا فرمائی گئی تھی۔27 قرآن میں قصہ آدمؑ کو پہلی بار سورہ البقرہ میں بیان کیا گیا ہے اور اس کے فوراً بعد ہی بنی اسرائیل (یہودیوں) کا ذکر اور انہیں اپنی عطا کردہ نعمتوں اور عبادت کا وعدہ یاد دلا کر تقویٰ کی طرف بلانا کسی معجزے سے کم نہیں28 کیونکہ دور حاضر میں یہودی ہی اسلامی توحیدی عالمی حکومت اور اسلام کے سب سے بڑے مخالف و دشمن ہیں اور One World Government بھی انہیں کا ایجنڈا ہے جس کے ذریعے وہ دنیا کو کنٹرول کر کے اپنی مرضی سے چلا کر "دجال" کی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔

ابوالانبیاء حضرت ابرہیمؑ کی اولاد دو بڑی شاخوں میں تقسیم ہوئی۔ ایک حضرت اسماعیلؑ جن سے قریش عرب وجود میں آئے۔ دوسرے حضرت اسحاقؑ جن سے حضرت یعقوبؑ، یوسفؑ، موسیٰؑ، داوٗدؑ، سلیمانؑ، یحییٰؑ، عیسیٰؑ اور بہت سے انبیاء پیدا ہوئے۔29حضرت اسحاقؑ کے بیٹے حضرت یعقوبؑ جن کا لقب اسرائیل30 (خدا کا بندہ) تھا، کے بارہ بیٹے تھے جو بنی اسرائیل کے نام سے مشہور ہوئے جن میں حضرت یوسفؑ کو نبوت کے ساتھ مصر کی حکومت بھی عطا فرمائی گئی۔ حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ کی درخواست پر کنعان (موجودہ فلسطین، اسرائیل اور اردن)31 سے اپنے باقی بیٹوں اور ان کے اہل خانہ سمیت کل 93افراد1925 ق۔م میں مصر کی طرف ہجرت کر گئے۔ حضرت یعقوبؑ نے بوقت وفات بنی اسرائیل کو جمع فرمایا اور ان سے خدائے واحد کی عبادت کا اقرار لیا تاکہ بطور وصیت ان کی اولاد پر حجت رہے۔32 حضرت یوسفؑ نے مصر پر80 سال حکومت کی جس دوران بنی اسرائیل نے خوب ترقی کی اور کل 430 سال مصر میں مقیم رہے مگر حضرت یوسفؑ کی وفات کے بعد وہاں کے مقامی قبطیوں نے حکومت پر قبضہ کر کے ان کو غلام بنالیا۔ حضرت موسیٰؑ نے انہیں فرعون کی غلامی سے نجات دلا کر دوبارہ فلسطین واپس لے آئے۔33

حضرت داوٗدؑ اور سلیمانؑ کے دور میں ان کو بہت زیادہ عروج حاصل ہوا۔ عظیم ہیکل کی تعمیر، بنی اسرائیل کی سیاسی آزادی اور حکومت برمبنی عدل وانصاف حضرت سلیمانؑ کے عظیم کارنامے تھے۔34 مگر اپنی ہٹ دھرمیوں اور اعمال سیئہ کی وجہ سے مسلسل عذاب الٰہی کے شکار رہے۔ حضرت سلیمانؑ کے بعد قبائل بنی اسرائیل آپس میں لڑ پڑے اور ریاست کو آپس میں دو ریاستوں، شمالی ریاست اسرائیل جس کا پایہ تخت سامریہ اور جنوبی ریاست جوڈیا جس کا پایہ تخت یروشلم تھا، میں تقسیم کر دیا۔ شمالی ریاست کو آشوری حکمران مارگون جبکہ جنوبی ریاست کو بابل کے بادشاہ بخت نصر نے 598ق۔م میں ایک زبردست حملے سے ختم کر دیا اور ہیکل سلیمانی کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔35 وہ بنی اسرائیل کی عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور نوجوانوں کو غلام بنا کر پاپیادہ بابل لے گیا۔ چونکہ یہودیوں نے حضرت داوٗدؑ و سلیمانؑ کا عظیم دور حکومت دیکھا ہوا تھا چنانچہ شاہ بابل کی اسیری کے دوران میں یہودی اپنے آپ کو تسلی دیتے تھے کہ حضرت داوٗدؑ کی اولاد سے ایک بادشاہ (نجات دہندہ) آئے گا جو انہیں اس

ذلت ورسوائی کی زندگی سے نکال کرلے جائے گا اور ہیکل کو دوبارہ تعمیر کرکے باقی قوموں کو یہودیت کے زیرنگیں کردے گا۔36 اس طرح پہلی باریہودیوں میں ایک طاقتور "نجات دہندہ" کا تصور پیدا ہوا۔

اسرائیل شحاک اور نارٹن میزونسکی کے مطابق Second Temple Period یہودی تاریخ کا دور کہلاتا ہے جو پانچویں صدی قبل مسیح شروع ہوا اور ہیکل کی دوسری بار تباہی پر منتج ہوا۔ یہودیت کی تشکیلیت کا اصلی دوریہی ہے اور لفظ "یہودی" کی اصطلاح اور ان کے وطن کے لیے "جوڈیا" کا لفظ بھی اسی دور میں متعارف ہوئے۔37

یہودیوں کی بخت نصر کے ہاتھوں تباہی کے ستر سال بعد شاہ فارس خورس نے بابل کو فتح کرکے انہیں غلامی سے آزادی دلا کر حضرت دانیال کی سرداری میں واپس یروشلم بھجوادیا اور بیت المقدس کی نئے سرے سے تعمیر بھی کروائی۔38 مگر کلدانیوں کی غلامی کے دوران میں لفظ "یہود" ان کے لیے متبرک حیثیت اختیار کرگیا اور انہوں نے اس لفظ کو بطور قوم اختیار کرلیا۔39

یہود یہاں ایک طویل عرصہ امن وسکون سے رہے مگر اپنی عادت کے زیر اثر اعمال قبیح سے بعض نہ آئے۔ ان کی اصلاح کے لیے بہت سے انبیاء مبعوث ہوئے مگر قتل انبیاء ان کا محبوب مشغلہ رہا۔ ان کے بادشاہ ہیرودیس نے ایک فاحشہ عورت کی فرمائش پر حضرت یحییٰؑ کو قتل کرکے ان کا سر مبارک طشت میں رکھ کر اس کو بھجوادیا۔ حضرت عیسیٰؑ کو یہودیوں کی اصلاح اور انہیں راہ راست پر لانے کے لیے مبعوث فرمایا گیا مگر وہ اپنی نافرمانیوں سے بازنہ آئے اور حضرت عیسیٰؑ کو اپنی دانست میں مصلوب کردیا۔40 مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو بچا کر آسمان پر اٹھالیا۔41 جس طرح بنی اسرائیل میں پستی اور تنزلی سے یہودیت نے جنم لیا تھا اسی طرح یہودیت کی تنزلی عیسائیت کو وجود میں لے آئی۔ حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات سے متاثر ہو کر جلد ہی لوگوں نے عیسائیت قبول کرنا شروع کردیا۔42

رفع حضرت عیسیٰؑ کے بعد یہودیوں نے تین فرقوں میں تقسیم ہو کر آپس میں خانہ جنگی شروع کردی۔ یہ جنگ اس قدر شدید ہوئی کہ شاہ یہود نے اپنے ہی لوگوں کے خلاف رومیوں سے مدد طلب کرلی۔ اس وقت رومی قیادت بہادر جرنیل اسنبانوس کے پاس تھی جس نے یہودیوں کی ہی درخواست پر اپنے بیٹے طیطوس (ٹیٹس) کو ارض مقدس کی فتح کے لیے بھیج دیا۔43 ٹائٹس نے یروشلم پر بھرپور حملہ کرکے 70ء میں ہیکل کو تباہ وبرباد کردیا۔ 138ء میں رومی بادشاہ ہیڈریان نے ہیکل کی جگہ مندر بنا کر اس میں بت رکھ دیے اور یہودیوں کے قتل عام کا حکم دے دیا جس کے بعد یہودی پوری دنیا میں منتشر ہو گئے۔44

ان سنگین حالات میں یہودی روس، سپین اور یورپ کی طرف ہجرت کر گئے۔ انہیں میں سے یہودیوں کے تین قبائل بنوقینقاع، بنونضیر اور بنوقریظہ حجاز مقدس میں آکر آباد ہوگئے کیونکہ انہیں تورات اور صحف قدیمہ سے معلوم تھا کہ اسی شہر میں نبی آخر الزماں ﷺ نے ہجرت کرکے آنا ہے۔45 اگرچہ بعثت نبوی کے بعد آپ ﷺ کو پہچان لینے کے باوجود صورت حال بالکل برعکس رہی۔46

ہیکل کی دوسری تباہی کے بعد یہودی ربی47 یوحنا بن ذکائی اور دوسرے علماء نے یہودیوں کی تعلیم وتربیت کے لیے فلسطین کے ایک ساحلی شہر جامنیاء میں ایک مدرسے کی بنیاد رکھی تاکہ مذہبی رہنمائی کا سلسلہ، جو کہ ہیکل کی تباہی کے بعد بالکل ہی تبدیل ہوگیا تھا، جاری رہ سکے۔ پہلے اجتماعی عبادت میں شرکت، تہواروں اور دوسرے مواقع پر ہیکل کی زیارت اور قربانی کی رسم مرکزی عبادات میں شامل تھی جس کی جگہ اب صرف مقدس صحیفوں کی تلاوت، اجتماعی اور انفرادی دعاؤں کے علاوہ نیک اعمال نے مرکزی حیثیت حاصل کرلی جس نے یہودی روایت

کے مذہبی سلسلے کو ٹوٹنے نہ دیا۔رومی شہنشاہ ہیڈریان کی وفات (117ء۔138ء) کے بعد رومی حکومت نے فلسطین میں اوشا کے مقام پر ایک دینی مدرسہ قائم کرنے اور مذہبی معاملات نمٹانے کے لیے ربیوں کی ایک کمیٹی کی تشکیل کی اجازت دے دی جس سے یہودیوں کو اپنی ملی وحدت بر قرار رکھنے کا ایک اور موقع مل گیا۔48

اب عبادت کے لیے کنیسہ کا استعمال کیا جانے لگا جہاں مقدس صحیفوں کی تلاوت کی جاتی۔اس مقصد کے لیے یہودیوں نے بستیوں میں مکاتیب اور مدارس کا جال بچھا کر یہودیت کی جڑیں مضبوط کر لیں۔علماء یہود نے مستحکم سیاست کی پالیسی کو چھوڑ کر مروجہ حکومت کے ساتھ وفاداری اور ملک کے غیر مذہبی قوانین کی پیروی کو اپنا لیا اور دور جدید کی ابتداء تک اپنی ذاتی اور اجتماعی زندگی میں شریعت یہود کی پیروی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اس پر سختی سے کاربند رہے۔49

آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام، بنو امیہ اور بنو عباس کے دور میں چھ صدیوں سے بھی زیادہ یہ لوگ پر امن طریقے سے رہے مگر عیسائی عروج اور اسلامی زوال کے دوران ان کو زبردستی عیسائی بنا لیا گیا جن کو (Canvases) کہا جاتا تھا اور عیسائی انہیں نفرت سے (Maroons) خنزیر کہا کرتے تھے۔50

تاریخی انقلابات اور جغرافیائی حالات نے یہودیوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ایک حصہ یورپی راستے جرمنی اور فرانس تک پہنچ گیا جن کی روزمرہ زندگی میں عبرانی کے استعمال اور ماحول سے اجنبیت کی وجہ سے انہیں ناقابل برداشت تصور کیا جاتا تھا اور ان کی جان و مال کے تحفظ کا دارومدار وہاں کے حکمرانوں کے مزاج پر منحصر ہوتا تھا۔جبکہ دوسرا اسلامی حکومتوں کے زیر اثر آ گیا جہاں ان کی سیاسی معاملات میں غیر جانبدارانہ پالیسی اور تعاون کی وجہ سے اعلیٰ عہدوں تک سے نوازا گیا۔یہ اپنی بود و باش اور طرز معاشرت میں عربی زبان کی پیروی کرتے تھے۔1492ء میں اندلس پر عیسائی قبضے کے بعد مسلمانوں کے ساتھ یہودی بھی وہاں سے ہجرت کر کے اٹلی، فرانس، جرمنی یا عثمانی سلطنت میں جا بسے جہاں انہوں نے عقلی علوم کو خوب ترقی دی۔1881ء۔82ء میں روسی فسادات کے نتیجے میں بڑی تعداد میں یہودی امریکہ اور کینیڈا ہجرت پر مجبور ہو گئے۔51 اور یوں یہودی آبادی مستقبل کی دنیا کی طاقتور ترین ریاستوں تک پہنچ گئی جنہوں نے دنیا کے مستقبل کے فیصلے کرنے تھے۔آج دنیا کی تسلیم شدہ سپر پاور امریکہ پر ریاست اسرائیل زبردست اثر رکھتی ہے۔52

اس تمام تاریخ کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ دور جدید تک اپنے قومی تشخص اور مذہبی روایات کو زندہ رکھنے اور ایک قوم کی حیثیت سے بچ جانے میں سب سے بڑا ہاتھ اسی طاقتور ترین بادشاہ کا تصور ہے جسے یہودی "مسیح" کہتے ہیں۔ہیکل کی پہلی بار تباہی، بخت نصر کی غلامی، سیاسی طاقت کا خاتمہ، پھر دوسری بار ہیکل کی تباہی اور ذلت و محکومی اور اٹھارہ صدیوں تک آزادی کی ایک جھلک سے بھی محروم رہنے کے بعد یہ تصور اور بھی مضبوط ہوتا گیا۔53

بعثت نبوی ﷺ یہودیوں کی بجائے عربوں میں ہونے کی وجہ سے انہیں یقین آ گیا کہ دنیاوی قیادت اب عیسائیوں کے بعد مسلمانوں کے ہاتھ آنی ہے چنانچہ انہوں نے اپنی سازشوں کی سمت مسلمانوں کی طرف کر لی جس میں ناکامی کے بعد انہوں نے عیسائیوں کو دھوکے سے اپنے ساتھ ملا لیا اور عیسائیوں نے بھی یقین کر لیا کہ حضرت عیسیٰ کا نزول یہودیوں کا ان کے مقصد کو پا لینے کے بعد ہو گا۔چنانچہ پوری عیسائی دنیا ان کے مفادات اور منصوبوں کی تکمیل میں شامل ہو گئی۔54 یہودیوں نے صدیوں سے اس پروپیگنڈے کو اپنا رکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ

کی دوبارہ دنیا میں آمد اسی وقت ممکن ہے جب یہودی اپنے آبائی وطن فلسطین چلے جائیں گے اور یہ کہ حضرت عیسیٰ کا اصل خاندان یہود ہے اور اللہ کی عیسائیوں پر رحمت یہودیوں کی تائید و مدد میں پوشیدہ ہے۔55

ایک عالمی حکومت کے قیام کے لیے یہودی کوششوں کا جائزہ:

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ ہیکل کی دوسری بار تباہی کے بعد یہودی پوری دنیا میں منتشر ہو گئے اور ساتھ ہی ان میں موجود متشدد اور سازشی عناصر نے دنیا کو کنٹرول کرنے اور فلسطین کی طرف واپسی کے لیے اپنی کوششیں جاری رکھیں اور "اگلا سال یروشلم میں" کے نعرے کے ساتھ اپنے آپ کو یاد دلاتے رہے کہ ان کا اصل مقصد کیا ہے۔56

اس مقصد کے حصول کے لیے انہوں نے یکم مئی 1776ء کو ایک خفیہ معاشرے "ایلومیناتی"57 کی بنیاد رکھی اور پہلے سے موجود خفیہ معاشروں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔Milton William Cooper ایلومیناتی تنظیم کو یہودی تنظیم قرار دیتے ہیں۔58 جس کا صرف ایک ہی مقصد ہے اور وہ ہے"One World Government" یعنی "ایک عالمی حکومت "جو صرف اور صرف یہودیوں کے ہاتھ میں ہو۔

1903ء میں ایک روسی مصنف Sergei Alexandrovich Nilus (1862–1929) نے پہلی بار Protocols of Learned Elders of Zion کو شائع کیا جس میں 1897ء میں سوئٹزرلینڈ کے شہر Basel میں 50 یہودی تنظیموں سے تعلق رکھنے والے عالمی سربراہان نے شرکت کر کے پہلی عالمی صیہونی کانفرنس میں عالمی یہودی حکومت کے قیام اور پوری دنیا پر حکومت کا منصوبہ بنایا اور اپنی خفیہ تجاویز "پروٹوکولز" انیس ابواب پر مشتمل کتابی شکل میں پیش کیں جس کا گیارہواں اور انیسواں باب عالمی حکومت کا نقشہ پیش کرتا ہے۔اس میں پہلی یہودی کانگریس کی خفیہ کاروائی کو بیان کیا گیا جس کے ذریعے یہودی۔۔۔ میڈیا، تعلیم اور دماغ۔۔۔ پر اثر انداز ہو کر قوموں کو کنٹرول کرتے ہیں۔59 ان "پروٹوکولز" میں دنیا کے مادی وسائل پر قبضہ کر کے "گریٹر اسرائیل" کے قیام کا منصوبہ پیش بھی کیا گیا ہے۔60

جرمن مصنف Herman Goedsche کے مطابق یہودی ربیوں کا ایک گروہ خفیہ طور پر مل کر یہ جائزہ لیتا ہے کہ پچھلے سو سالوں میں انہوں نے معاشرے میں اخلاقی، اتحادی اور ایمانی بگاڑ لانے میں کتنی کامیابی حاصل کی اور پھر اگلے سو سالوں کا پلان بناتے ہیں۔ 2003ء میں شام میں حزب اللہ کے ملکیتی نیٹ ورک کے ذریعے "یہودی پروٹوکولز" پر ایک سیریز چلائی گئی جس کی ابتداء میں یہ تحریر سکرین پر ظاہر ہوئی:

"دو ہزار سال قبل یہودی ربیوں کے گروہ نے دنیا کو کنٹرول کرنے اور انہیں تلمود کے احکامات کے مطابق چلانے کے لیے ایک انٹرنیشل گورنمنٹ قائم کی اور اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے الگ کر لیا۔ پھر یہودیوں نے تنازعات اور جنگیں شروع کیں اور جھوٹ موٹ یہ ظاہر کیا کہ انہیں مارا اور پریشان کیا جا رہا ہے جس سے ان کا "مسیحا" آ کر انہیں بچائے گا۔ انیسویں صدی کی ابتداء میں انٹرنیشل گورنمنٹ نے سازشوں کو بڑھانے کا فیصلہ کیا اور خفیہ یہودی انٹرنیشل گورنمنٹ قائم کی گئی جس کی سربراہی Amschel Rothschild نے کی"۔61

اس مقصد کے حصول کے لیے بہت سے اقدامات لیے گئے جن میں سے چیدہ چیدہ اہم نکات درج ذیل ہیں:

الحاد اور مادیت پرستی کا پھیلاؤ:

باوجود یہ کہ یہودیوں کی تمام سازشوں کا محور و بنیاد مذہب ہے مگر اس کے باوجود وہ لوگوں کو ملحد بنانا چاہتے ہیں تا کہ جب ان کا مسیحا نیا مذہب لے کر آئے تو سب اسی کو اختیار کر لیں۔اس کی بنیاد روشن خیالی اور وجہ(Reason) پر رکھی گئی ہے کہ انسان اپنے دماغ کے استعمال کے ذریعے اپنے مسائل کا حل تلاش کرے۔انسان اپنے ماحول کی پیداوار ہے اور انسان کو حقیقی خوشی اسی وقت ملے گی جب وہ دوبارہ اسے تشکیل دے گا۔62

عالمی حکومت کی بنیاد رکھنے والے مسلمانوں کے دینی عقائد میں شبہات پیدا کر کے انہیں مذہب اور دین اسلام سے دور اور مرکز سے محروم کرنے کے لیے مقامات مقدسہ کو مغربی طاقتوں کے کنٹرول میں دینا چاہتے ہیں۔مسلمانوں کو اسلامی عقائد سے رہنمائی لینے سے روکنے کے لیے انہیں مادیت کی طرف راغب کرنا ضروری تھا اس لیے اسلامی ممالک میں مغربی سیکولر فلسفے کی بنیاد پر حکومتوں کی تشکیل کر کے اسلام کو حکومت اور سیاست سے نکالنا ان کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے۔63 پھر وہ انسانوں کو لبرل سیاسی خیالات میں مبتلا کر کے مذہب سے زیادہ دولت کی لالچ میں مبتلا کر کے اس کی اہمیت اجاگر کرتے ہیں اور پھر انہیں تباہ کن بیرونی قرضوں میں ڈبو کر اپنی تباہی کا خود ہی حقدار بنا دیتے ہیں۔64

کارل مارکس فلسفہ کمیونزم کو فلسفہ انسانیت(Humanism) سے جوڑنے والے پہلے لوگوں میں شامل تھے جب انہوں نے کہا کہ کمیونزم ایک مکمل ترقی یافتہ فطرت پسندی کی حیثیت سے "ہیومنزم" ہے اور پھر ہیومنزم سے مراد خدا کا انکار اور انسانیت کا مکمل اثبات ہے۔65

1933ء میں ہیومنسٹ گروپ نے ایک منشور شائع کیا جس میں انہوں نے اپنے نئے مذہب اور فلسفہ کہ پوزیشن کو واضح کیا۔ان کے چنیدہ نکات میں(i) کائنات خود سے موجود ہے اور پیدا نہیں کی گئی ہے دوسرا(ii) انسان فطرت کا حصہ ہے اور مسلسل ارتقاء کے نتیجے میں ظاہر ہوا ہے۔ان کے نزدیک ایک خدا(پیدا کرنے والے کا عقیدہ) پر یقین کا وقت گزر چکا ہے۔چونکہ کوئی خالق نہیں ہے لہٰذا ہیومنسٹ ملحد ہیں۔66

لینن نے انسانی اخلاقیات کو ہی مذہب کا درجہ دے دیا۔اس نے لکھا کہ مذہب کا مقابلہ کرنا چاہیے۔اسے ختم کرنا چاہیے۔الحاد زندہ باد ہے۔الحاد کا پھیلاؤ ہمارا سب سے بڑا کام ہے۔کمیونزم ابدی سچائیوں کو ختم کر دیتا ہے۔یہ تمام مذاہب اور اخلاقیات کو ختم کر دیتا ہے۔67

لوگوں کو "ڈارون کے نظریہ ارتقاء" اور مادی فلسفہ پر عمل پیرا کر کے ایک خاندان کا تصور بھی ان کے مقاصد میں شامل ہے تا کہ لوگ مذاہب سے متنفر ہونے کے ساتھ الحادی صوفیت، دہریت، باطنیت اور روشنیت کے ذریعے توحید کی نفی کریں۔68

انقلابات:

امریکہ میں انقلاب برپا کرنے کے لیے عالمی سازشیوں نے 1760ء میں پارلیمنٹ سے ایک قانون پاس کروایا کہ کوئی بھی کالونی اپنی رقم جاری نہیں کر سکتی۔کالونیوں کو بانڈ جاری کرنے پڑے اور پھر ان بانڈز کو بینکوں کو بیچ کر قرضہ لینا پڑا جس پر انہیں سود ادا کرنا پڑتا تھا جس نے انقلاب برپا کر دیا۔69

ایلومیناتی کا براہ راست انقلابات اور جنگوں میں ہاتھ رہا ہے جس میں ایک قابل ذکر فرانسیسی انقلاب 1789ء ہے جس میں بادشاہ لوئس XVI کی حکومت کا تختہ الٹ کر "فرانسیسی جمہوریہ" کے نام سے تبدیل کر دیا جاتا ہے۔70

1905ء میں جب روس جاپان کے ساتھ جنگ میں مصروف تھا تو کمیونسٹس نے Czar کے خلاف کسانوں کو بغاوت پر اکسایا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔اس ناکام کوشش کے بعد Czar نے یورپ کے بینکوں میں اربوں ڈالر جمع کرائے کیونکہ اسے پتہ تھا کہ اس انقلاب کے پیچھے کون ہے۔ 1917ء میں بغاوت کا آغاز ہوا اور ایک لگاتار سلسلے کے بعد روس میں انقلاب برپا ہو گیا اور آخر کار ایک سوشلسٹ Kerensky کو اقتدار سنبھالنے اور مخلوط حکومت تشکیل دینے کا موقع مل گیا۔71

عالمی جنگیں:

. 1۔ **جنگ عظیم اول:** اس جنگ عظیم کی ابتداء یورپ کے شہر سربیا اور آسٹریا–ہنگری کے درمیان Black Hand نامی خفیہ معاشرے سے ہوئی اور بہت تیزی سے دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ 1911ء میں سربیا ملک آسٹریا–ہنگری کے زیر اقتدار تھا۔ سربیا کے لوگ آزادی چاہتے تھے چنانچہ سربین فوج کے چند ارکان نے ایک خفیہ آپریشن یعنی آسٹریا کے وارث "Archduke Franz Ferdinand" کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا اور اس آپریشن کو "Black Hand" کا نام دیا گیا۔ان کا خیال تھا کہ یہ آپریشن سربیا پر حکمرانی کے بدلے کے ساتھ انہیں آزادی بھی دلائے گا۔Archduke Ferdinand اور اس کی بیوی Sophie نے جون 1914ء کے دوران بوسنیا کے شہر "سارجایو" میں فوجیوں کا معائنہ کرنا تھا۔Black Hand کے قاتلوں نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے Archduke Ferdinand اور اس کی بیوی کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ آسٹریا–ہنگری کی حکومت نے سربیا کو اس کا ذمہ دار قرار دے کر اعلان جنگ کر دیا۔ روس نے سربیا کی حمایت اور جرمنی نے آسٹریا–ہنگری کا ساتھ دیتے ہوئے جنگ کا اعلان کر دیا۔ فرانس نے روس کی حمایت کی اور جرمنی نے فرانس جاتے ہوئے بیلجیئم پر حملہ کر دیا۔ برطانیہ بیلجئیم کے دفاع کا ضامن تھا لہٰذا اس نے جرمنی کے خلاف محاذ کھول دیا۔ Archduke Ferdinand اور اس کی بیوی کے قتل کے 30 دن بعد جنگ عظیم شروع ہو چکی تھی۔ بعد میں امریکہ، اٹلی، سلطنت عثمانیہ اور بلغاریہ بھی اپنے اپنے حمایتیوں کی مدد کے لیے جنگ میں کود پڑے اور یوں پوری دنیا جنگ کی لپیٹ میں آ گئی۔72

جنگ عظیم اول میں تقریباً ایک کروڑ فوجی اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ سویلین اموات تقریباً ایک کروڑ تیس لاکھ اور تقریباً دو کروڑ دس لاکھ لوگ زخمی ہوئے۔ کروڑوں لوگ گھروں اور جائیدادوں سے محروم اور تقریباً 90 لاکھ لوگ غربت، بھوک اور بیماری کی نذر ہو گئے۔ یہ جنگ 28 جولائی 1914ء سے 11 نومبر 1918ء تک تباہی پھیلاتی رہی۔73

ii.دوسری جنگ عظیم: 1939ء سے 1945ء تک دنیا کو عظیم تباہی سے دوچار کرنے والی دوسری جنگ کا آغاز جرمنی کے ہٹلر نے یکم ستمبر کو پولینڈ پر حملہ کر کے کیا۔ 3 ستمبر کو برطانیہ اور فرانس نے جرمنی کے خلاف محاذ کھول دیا۔ 30 نومبر کو روس نے فن لینڈ پر حملہ کر دیا جس کے بعد جرمنی نے روس کو اپنا دشمن بنا کر کاروائیاں شروع کر دیں اور یوں اس جنگ میں ممالک کی شرکت بڑھتی چلی گئی اور دنیا کے 61 ممالک اس میں شریک ہو گئے جن کی آبادی دنیا کا 80 فیصد اور فوجی افرادی قوت ایک ارب سے زیادہ تھی۔ اس خونریز جنگ میں 5 کروڑ کے قریب افراد لقمہ اجل بن گئے۔ اس جنگ کا ایک غیر انسانی فعل جاپان کا جنگ ہارنے کے باوجود اس کے دو شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر امریکہ کا اپنی طاقت کے اظہار کے لیے ایٹمی حملہ کرنا ہے جس نے لاکھوں افراد کو ان کی زندگی سے محروم کرنے کے ساتھ بے شمار لوگوں کو ہمیشہ کے لیے معذور کر دیا۔74 عالمی

حکومت کے خفیہ معاشروں کی کامیاب سازشوں اور پوری دنیا کے ممالک پر ان کے اثر ورسوخ کا اندازہ مندرجہ ذیل خط کے مختصر جائزے سے لگایا جاسکتا ہے جو ایلومیناتی کے سرکردہ افراد نے ایک دوسرے کو سالوں پہلے لکھا تھا:

15 اگست 1871ء کو Pike نے Mazzini کو خط لکھا تھا جس کا ایک حصہ 1949ء میں دریافت ہوا جس میں تین عالمی جنگوں اور کم از کم دو انقلابات کے منصوبوں کو تصورات کے ساتھ پیش کیا گیا تھا۔ پہلی عالمی جنگ روس میں Czarist گورنمنٹ کو ختم کرکے کمیونسٹ الحاد کو بنانا تھا جو ہوچکا۔ دوسری جنگ عظیم نازی ازم کو ختم کرنے کے لیے برطانیہ اور جرمنی کے درمیان زور دے کر کرانا تھی تاکہ صیہونیت کے مقاصد کو آگے بڑھا کر اسرائیل کو ایک قوم بنایا جائے۔ یہ کام بھی ہوچکا۔ اس کے بعد کمیونزم کا اتنا مضبوط بنانا تھا کہ وہ کمزور حکومتوں کا اقتدار سنبھال لیں۔75

ARTHUR GOLDWAG کے مطابق بش نے جان بوجھ کر 11/9 کا حملہ اسرائیل کے ساتھ مل کر ہونے دیا تاکہ War on Terror کے نام پر افغانستان میں جنگ شروع کی جاسکے جو تیل اور دفاعی انڈسٹری کے لیے منافع بخش، اسرائیل کے مفادات کو تحفظ دینے اور ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تجوریوں سے سونا چرانے کے ساتھ ساتھ New World Order لانے میں مددگار ثابت ہو سکتی تھی۔76 جس کے بعد یہ جنگ افغانستان، کشمیر، برما، فلسطین، عراق، شام، یمن اور عرب ممالک میں انقلابات جسے "عرب سپرنگ" سے منصوب کیا جاتا ہے، میں تباہی لانے کا باعث بنی۔

لیگ آف نیشنز اور اقوام متحدہ کا قیام:

عظیم اسرائیل کے قیام کے لیے مادی وسائل، سونے کی کانوں پر قبضہ اور ذرائع ابلاغ کو کنٹرول کرنے کے ساتھ ہی اقتصادیات میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے کے بعد اب سیاسی میدان میں حکمرانی کی باری تھی۔ پہلی جنگ عظیم سے پہلے عالمی حکومت کے سازشیوں نے عالمی امن کو فروغ دینے کے نام پر ایک تنظیم بنانے کی اپیل کی مگر امریکہ نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے 1917ء میں "**لیگ آف نیشنز**" کا تصور پیش کر دیا تاکہ آئندہ جنگوں سے بچا جاسکے۔ 11 نومبر 1918ء کو پہلی جنگ عظیم کے خاتمے پر صدر ولسن نے "چودہ نکات" کی بنیاد پر بات چیت کی اور 28 جون 1919ء کو 20 سالہ امن معاہدہ کرکے یورپ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور دوسری جنگ عظیم کی راہ بھی ہموار کر دی گئی۔ اس میں جرمنی کو پابند کیا گیا کہ وہ فتح یاب ممالک کے جنگی نقصانات کو ادا کرے لیکن یہ "**لیگ**" امریکہ کو شامل کرنے میں ناکامی اور جاپان، اٹلی اور جرمنی جیسی اقوام کو اطمینان نہ دلا پانے کی وجہ سے ہمیشہ کمزور رہی۔77

"**لیگ آف نیشنز**" کو صیہونی مفادات اور مقاصد کی ناکامی کے بعد یکم جنوری 1942ء کو ختم کرکے 26 ممالک سے ایک چارٹر پر دستخط کروا کر "**اقوام متحدہ**" کا قیام عمل میں لایا گیا اور 24 اکتوبر 1945ء کو دوسری جنگ عظیم کے دوران ہی امریکی صدر "روزولٹ" کی سربراہی میں "سان فرانسسکو" کے مقام پر اس کے دستور العمل کا اعلان بھی کر دیا گیا جو ایک عالمی حکومت کا تصور پیش کرتا ہے۔78 اس ادارے کے قیام میں دو عالمی دماغوں امریکی صدر "روزولٹ" اور برطانوی وزیر اعظم "چرچل" نے مل کر کام کیا اور پھر 24 اکتوبر 1945ء سے اس یہودی ادارے کو باقاعدہ فعال کر دیا گیا۔79

تعلیمی نظام پر کنٹرول:

"پروٹوکولز" کے سولہویں باب میں تعلیم کے ذریعے ذہن سازی کر کے اس کی تطہیر پر زور دیا گیا ہے۔80

مارکس، ہٹلر، لینن، کمیونسٹس اور امریکہ نے اس بات کو محسوس کر لیا کہ اگر نوجوانوں کی تعلیم کو کنٹرول کر لیا جائے تو وہ ان کی معاشی اور معاشرتی زندگی کو بھی کنٹرول کر سکتے ہیں اور اگر وہ اپنے نظریات ان میں راسخ کر دیں تو پھر ریاست کو ان کی طرف سے کوئی مخالفت کا سامنا نہیں ہو گا۔ اب تعلیم کا مقصد ان کے "آزادانہ ارادے" کو ختم کرنا قرار پایا تاکہ وہ سوچنے اور عمل کرنے کی صلاحیت سے بالکل ہی محروم ہو جائیں۔ تعلیم سے مذہب اور حب الوطنی کے جذبے کو نکال کر اس کی جگہ جنسی آزادی، ڈوپ فلموں اور ریڈیو کے استعمال کو فروغ دیا جائے۔81

الومیناتی نے سازش کے تحت منتخب افراد کو خصوصی اسکولوں میں جانے کے لیے وظائف دیے تاکہ سائنسی تعلیم کے حصول کی آڑ میں تعلیم، مذہبی اداروں، پروفیشنل عہدوں اور منبر تبلیغ پر قابو پایا جاسکے۔82

تعلیمی سطح پر خدا کی ذات سے انکار اور الحاد کا فروغ عالمی حکومت کے منصوبہ سازوں کے لیے نہایت ضروری تھا اس لیے 1933ء میں ہیومنسٹ گروپ نے جو منشور شائع کیا اس پر جن 34 افراد نے دستخط کیے ان میں ایک نام "John Dewey" کا بھی شامل ہے جو نام نہاد "Father of Progressive Education" مشہور ہیں۔ وہ خود بھی ملحد تھے اور خدا اور روح کی موجودگی سے انکاری تھے۔83

قومیت کے تصور کو ختم کرنا:

عالمی حکومت کے حامی "وطنیت اور قومیت" کے سخت مخالف اور "انسانیت" کے نعرہ کے حامی ہیں۔ ان کے خیال میں یہ چیزیں تفریق پیدا کر کے ایک طرز زندگی، یکساں رہن سہن، ایک تہذیب و ثقافت حتیٰ کہ یکساں افکار و خیالات کی سب سے بڑی مخالف ہیں۔ لہٰذا عوام کے دلوں سے قومیت کے جذبے کو نکال کر مقامی اقتدار کو کم اور اس کے اثرات کو سرے سے ختم کرنا عالمگیر ایجنڈے کا حصہ ہے۔84 ان کے خیال میں انسان کی ترقی میں ایک بہت بڑی رکاوٹ "قوم پرستی" ہے۔ قوموں اور لوگوں کی ابتداء کے ساتھ ہی دنیا ایک عظیم کنبہ بننے سے رک گئی۔ نیشنلزم نے انسانی محبت کی جگہ لے لی۔ لہٰذا مختلف قومی حکومتوں کی جگہ ایک عالمی حکومت کی ضرورت ہے۔85

میڈیا پر کنٹرول:

"پروٹوکولز" کے بارہویں باب میں میڈیا پر قابو پانے کی تعلیم دی گئی ہے۔86 یہودی دنیا کے تمام پرنٹنگ پریس پر کنٹرول رکھتے ہیں سوائے ان کے جو سامی لوگوں (یہودیوں) کے خلاف لکھتے ہیں۔87 میڈیا پر قابو پانے کے غرض سے یہودیوں نے 1848ء میں پانچ بڑے روزناموں کو ملا کر "ایسوسی ایٹڈ پریس" قائم کیا جو 1900ء میں عالمی ادارہ بن گیا۔ "1984ء کے اعداد و شمار کے مطابق اس ایجنسی سے امریکہ میں 1300 روزنامے، 3788 ریڈیو و ٹی وی سٹیشن اور امریکہ سے باہر 11927 روزنامے اور ٹی وی سٹیشن وابستہ ہیں۔88 پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں نیویارک ٹائمز، ٹائم میگزین، واشنگٹن پوسٹ، CNN اور ABC یہودی ملکیتی ادارے ہیں۔89

خاندانی نظام کی تباہی:

خاندان معاشرے کی بنیادی اکائی ہے اور افراد (مرد و عورت) خاندان کا بنیادی جزو۔ زندگی کے تمام اجزاء سیاست، اقتصادیات اور تہذیب و تمدن پر حملہ کے بعد عالمی سازش کاروں نے معاشرے کو اپنا نشانہ بنایا تاکہ ایک عالمی معاشرے کی بنیاد رکھی جا سکے۔ اس مقصد کے لیے عورت کا انتخاب کیا گیا اور اسے یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی کہ وہ معاشرے کا ایک کمزور ترین اور مظلوم طبقہ ہے۔ اسے گھر کی چار دیواری سے نکل کر اپنے حقوق کے لیے آواز بلند کر کے مردوں کے برابر حقوق ملنے چاہیے۔ عورت کو گمراہ کرنے اور راہ راست سے ہٹانے کے لیے امریکہ و یورپ خواتین کے حقوق کے نام پر تنظیمیں تشکیل دے کر ان کی مکمل مالی امداد بھی کرتے ہیں۔90

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن WHO کے ڈائریکٹر Dr. Brock Chisolm کا یہ بیان ریکارڈ پر ہے کہ ہمیں ایک عالمی حکومت کے حصول کے لیے اپنے ذہنوں سے انفرادیت، خاندانی روایات سے وفاداری، قومی حب الوطنی اور مذہبی کشمکش کو دور کرنا ہو گا۔ ہم نے ایسی تمام زہریلی چیزیں جو ہمیں کنٹرول کرتی ہیں جیسے ہمارے والدین، اپنے اتوار، سکول کے اساتذہ، ہمارے سیاستدان، ہمارے پادری، ہمارے اخبارات اور دوسرے ذاتی مفادات، سب کو نگل لیا ہے۔91 یہودی سازشی عناصر نے عورتوں کے بیوٹی پارلر، سیکس ایجوکیشن، پورن فلموں، مانع حمل ادویات، مقابلہ حسن اور ملبوسات کلچر کے ذریعے معاشرے کو اخلاقی تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔92

مالیاتی اداروں کا قیام:

i. **آئی ایم ایف:** آئی ایم ایف کا قیام بریٹن وڈس کانفرنس کے تحت 27 دسمبر 1945ء کو ہوا۔ جس کے ظاہری مقاصد میں "عالمی مالیاتی تعاون کے فروغ کے ساتھ بین الاقوامی تجارت کو وسیع کرنا، متوازن ارتقاء کو آسان بناتے ہوئے ممبر ممالک کے درمیان مبادلے کے انتظامات میں باقاعدگی اور مالیات کے اعتبار سے اعتماد بحال کرنا ہے مگر اصلی مقاصد میں ان تمام امور میں آزاد ملکوں کے اختیارات کو اپنے پاس مرتکز کر کے حکومتوں کی حکومت بن جانا ہے"۔93 جس طرح ہر ملک میں تمام بینکوں کا ایک مرکزی بینک ہوتا ہے اسی طرح "آئی ایم ایف" ممبر ممالک کے مرکزی بینکوں کا سینٹرل بینک ہوتا ہے جو ضرورت پڑنے پر ممبر ممالک کو وقتی ادائیگیوں کے لیے محدود مدت کے لیے قرضے دیتا ہے اور اس ملک کی کرنسی پر مکمل طور پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ہر ملک کی اندرونی اور عالمی تجارت کے حساب سے اس کا مخصوص کوٹا ہوتا ہے مگر عالمی ادارہ ہونے کے باوجود یہ نیم امریکی ادارہ ہے اور اس میں سے کوئی ملک اس وقت تک قرض نہیں لے سکتا جب تک وہ امریکی مفادات کے مطابق یا اس کے لیے بے ضرر نہ ہو۔ ڈالر کو مستحکم رکھتے ہوئے اس کی قدر کو گرنے نہ دینا اس ادارے کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے۔94

ii. **ورلڈ بینک:** عالمی بینک کے قیام کا فیصلہ بریٹن وڈس کانفرنس 1944 کے تحت ہوا اور 27 دسمبر 1945ء کو اس نے کام شروع کر دیا۔ اس کے بظاہر مقاصد میں ترقی اور تعمیر نو میں مدد اور پرائیویٹ فارن سرمایہ کاری کو فروغ دینا ہے مگر اصلی مقاصد میں دنیا کے تمام ملکوں کی تنزلی، بدحالی، ترقی اور خوشحالی کے طریقہ کار کو مرکوز کر کے ان ملکوں سے اختیارات چھین کر انہیں یکجا کرنا اور بلا شرکت غیرے ان کے مقسوم کا مالک بن جانا ہے۔95 یہ ادارہ بھی عالمی اقتصادی نظام کی راہ ہموار کرنے پر گامزن ہے۔ آئی ایم ایف کی طرح یہ ادارہ بھی آزاد تجارت کے فروغ کے لیے کوشاں ہونے کا دعویدار ہے مگر اس کے منصوبے طویل مدت کے ہوتے ہیں جبکہ آئی ایم ایف کے قلیل مدتی۔ یہ بھی امریکی مفادات کا نگران ادارہ ہے۔96

iii. **عالمی تجارتی تنظیم:** اسے 1995ء میں قائم کیا گیا۔ اس سے پہلے 1948ء میں اس کام کے لیے GATنامی تنظیم کام کرتی تھی جسے اس میں ضم کر دیا گیا کیونکہ دونوں کا مقصد ایک ہی ہے۔ اس کے بھی بظاہر مقاصد میں معاشی ناہمواریوں کو ختم کر کے معیشت و تجارت کو فروغ دینا ہے مگر اصل مقصد عالمی یہودی نظام کی راہ ہموار کرنے کے ساتھ غیر یہودی طاقتوں کی اجارہ داری کو ختم کرنا یا کم کرنا ہے۔ ان اداروں کے قیام کے ساتھ ہی امریکی صدر بل کلنٹن کے الفاظ میں "امریکہ ان اداروں کے ذریعے پوری قیادت کا اہل بن چکا ہے"۔97

ملٹی نیشنل کمپنیوں کا نظام:

جدید عالمی نظام کے واضح غلبہ کے لیے تجارتی میدان میں ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کا مقابلہ ضروری تھا جس میں ترقی یافتہ ممالک کی (ملٹی نیشنل) کمپنیوں، جن کا اپنی مصنوعات کی تشہیر اور ان کو بہتر بنانے کے لیے دستیاب سرمایہ بعض ممالک کے سالانہ بجٹ سے بھی زیادہ ہے، کا غالب آنا یقینی تھا۔ ان کمپنیوں نے ان ممالک میں اپنی اجارہ داری قائم کر لی۔ یہ کمپنیاں ان ممالک میں معاہدات سے سرمایہ کاری کے بہانے اس ملک کی اقتصادیات کو نگلنے کے ساتھ اقدار، ثقافت اور تہذیب کو بھی مغربی تمدن سے بدل دیتی ہیں۔ چنانچہ جہاں ان کمپنیوں کو بے انتہا فائدہ پہنچتا ہے وہاں یہودی لابی کے زیر اثر بینکوں کو بھی زبردست فائدہ پہنچتا ہے۔ اقتصادیات پر قبضے کی وجہ سے یہ ممالک ان کے سامنے بے بس ہو جاتے ہیں اور اقتصادی قوانین ان کی مرضی کے مرہون منت ہو جاتے ہیں۔98

آبادی کو کم سے کم کرنا:

دنیا کو کنٹرول کرنے اور اسے اپنی مرضی کے مطابق چلانے میں ایک اہم عنصر آبادی بھی ہے۔ عالمی حکومت کے قیام کے خواہش مند یہودی دنیا کی آبادی کو کم سے کم کرنا چاہتے ہیں۔ سازشی عناصر دنیا کی آبادی کو کم کر کے پچاس کروڑ اور زیادہ سے زیادہ ایک ارب تک رکھنا چاہتے ہیں ۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے مختلف ادویات جیسے کہ مانع حمل دوائیں وغیرہ بھی ایجاد کی ہیں کیونکہ آبادی جتنا کم ہو گی اسے قابو کرنا اتنا ہی آسان ہو گا۔99

ترقی یافتہ ممالک میں تعلیم یافتہ طبقہ کو تو ذہن سازی کر کے آبادی کم رکھنے پر آمادہ کر لیا گیا ہے لیکن ان کے لیے سب سے بڑا مسئلہ ترقی پذیر ممالک ہیں جن میں زیادہ تر لوگ ان پڑھ طبقے سے تعلق رکھتے ہیں جو آبادی کی تعداد میں تیزی سے اضافہ کر رہے ہیں۔ معاشرتی روایات، ثقافت، مذہبی کشمکش اور قومی حساسیت بھی آبادی میں اضافہ کی روک تھام میں ناکامی کے چند عناصر ہیں اور دنیا کی 80 فیصد آبادی ان پسماندہ ممالک میں رہتی ہے۔100

راک فیلر فاؤنڈیشن کے صدر جان نولز نے 1975ء کے لئے اپنی سالانہ رپورٹ میں سامان کی فراہمی پر قابو پانے کے علاوہ طلب کو کنٹرول کرنے اور متبادل سطح پر زرخیزی کی شرح پر قابو پانے کے ساتھ جتنی جلدی ممکن ہو آبادی میں اضافے کو صفر کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔101 تاکہ جلد سے جلد اپنے اصلی مقصد تک پہنچا جا سکے۔

عالمی رہنماؤں کا قتل:

ایسے عالمی رہنما جن کی مقبولیت بہت زیادہ ہے اور وہ ان عناصر کی راہ میں رکاوٹ بن سکتے ہیں، ان کا قتل بھی یہودی عالمی حکومت کے قیام کے لیے ان عناصر کی نظر میں بہت ضروری ہے۔ تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو ہمیں ایسے بہت سے عالمی رہنما نظر آتے ہیں جنہیں ان عناصر نے اپنی راہ میں رکاوٹ سمجھ کر قتل کر دیا۔

امریکی صدر ابراہم لنکن کو قتل کر دیا گیا کیونکہ وہ ذاتی پراپرٹی رکھنے کے حق میں تھے۔ ان کے مطابق پراپرٹی محنت کا نتیجہ، ایک مطلوب چیز اور مثبت اچھائی ہے۔ اس سے امیر شخص دوسروں کو امیر ہونے کی رغبت دلا کر کاروبار اور انڈسٹری کی ہمت بڑھاتا ہے۔102 Lyndon LaRouche کے مطابق ابراہم لنکن کے قتل کا اصل مقصد ایک سوشلسٹ مطلق العنان عالمی حکومت کا قیام تھا۔103

Michael Collins Piper کے مطابق امریکی صدر John F Kennedy کے قتل کے پیچھے اسرائیلی وزیر اعظم David Ben Gurian کا ہاتھ تھا جب اسے پتہ چلا کہ کینیڈی اسرائیل کو ایٹمی ہتھیار حاصل کرنے سے روکنا چاہتا ہے۔104

مسلمان عالمی رہنماؤں میں ذوالفقار علی بھٹو اور شاہ فیصل مسلم بلاک بنا کر اسلامی کرنسی کا اجراء کرنا چاہتے تھے۔ ان کا انجام سب کے سامنے ہے۔ کرنل قذافی، صدام حسین، صدر ضیاء الحق، بے نظیر بھٹو بھی ایسے چند رہنماؤں کی مثالیں ہیں۔ عالمی حکومت کے سازشیوں کو اس بات کا بخوبی اندازہ ہے کہ نااہل حکمرانوں کو تخت حکمرانی تک پہنچائے بغیر وہ اپنے نجس عزائم کبھی حاصل نہیں کر سکتے چنانچہ اسلامی ممالک میں قابل اور اہل حکمرانوں کو ہٹا کر ان کی جگہ نااہل، نالائق اور کٹھ پتلی حکمران بٹھانا بھی ان کے لائحہ عمل میں شامل ہے۔ اس طرح عالم اسلام، مسلمان عوام اور ان کی تمام دولت انہیں کے قبضے میں ہو گی اور وہ بآسانی اپنی پالیسیاں اور احکام ان پر نافذ کر سکتے ہیں۔105

کمیونزم اور سوشلزم کا نفاذ:

عالمی گورنمنٹ کے منصوبہ ساز ساری دنیا پر کنٹرول چاہتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے وہ سوشلزم اور کمیونزم کو نافذ کرنا چاہتے ہیں باوجود یہ جاننے کے کہ یہ دولت کی دوبارہ تقسیم کا انسانی نظام نہیں ہے لیکن وہ اسے لوگوں کو کنٹرول کرنے اور ارتکاز کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ حکومتوں حتیٰ کہ اس کی پیداوار کے ذرائع (لوگوں) کو بھی کنٹرول کرنا چاہتے ہیں اور سوشلزم و کمیونزم نظام اس سازشی نظریہ کو تقویت دیتا ہے کہ دنیا کی دولت کے ساتھ ساتھ اس کی پیداوار کے ذرائع پر بھی کنٹرول حاصل کیا جائے۔106 1933ء میں ہیومنسٹ گروپ نے جو منشور شائع کیا اس میں ایک شق یہ بھی تھی کہ موجودہ آزاد انٹرپرائز نظام ناکافی ہے اور معاشرے کے ذریعے تیار کردہ سامان کو جبری طور پر بانٹنے کے لیے کمیونسٹ نظام لانا ہو گا۔107

برطانوی وزیر اعظم بنیامین ڈسرائیلی نے خفیہ معاشروں کے کنٹرول کے بارے میں لکھا کہ اٹلی میں ایک ایسی طاقت ہے جس کا ہم پارلیمنٹ میں کم ہی ذکر کرتے ہیں جس کا انکار بے کار اور چھپانا ناممکن ہے کہ یورپ کا ایک بہت بڑا حصہ ان خفیہ معاشروں سے بھرا پڑا ہے جو آئینی حکومت کے بجائے زمین کے دور کو ہی بدل کر حکمرانوں کو نکالنا اور کلیسائی اداروں کو ختم کرنا چاہتے ہیں یعنی ذاتی ملکیت کا خاتمہ اور دنیا کے مذاہب کا خاتمہ ہے اور یہی منظم کمیونزم ہے۔108

انگلش بطور عالمی زبان:

ایک زبان ایک قوم کی عکاس ہوتی ہے اور ایک عالمی حکومت کے لیے زبان کا ایک ہونا بھی ضروری ہے۔ منصوبہ سازوں کے خیال میں تہذیب و ثقافت و تمدن، مزاج و مذاق اور معیار زندگی ایک کرنے کے بعد ایک زبان رائج کر کے باقی زبانیں تاریخ کے حوالے کر دی جائیں۔ اس مقصد کے لیے انگلش زبان کا انتخاب کیا گیا ہے۔ ایسے تمام ذرائع جو انسانوں تک معلومات کی رسائی کا ذریعہ ہیں جیسے رسائل، اخبارات، فلمیں، ٹی وی ڈرامے اور اشتہارات، انٹرنیٹ اور انفارمیشن ٹیکنالوجی سب کو تیزی سے انگلش زبان میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ تعلیمی میدان میں بھی اس کو لازمی زبان کے طور پر رائج کر دیا گیا ہے۔ ہر نئی تحقیق انگلش زبان میں ہی پبلش کی جاتی ہے۔ انگلش زبان کو عالمی شہرت دینے کے لیے انگلش زبان سکھانے والے اداروں سے تعلیم یافتہ افراد کو اعلیٰ عہدوں اور بڑی بڑی کمپنیوں میں بہترین ملازمتیں دی گئی ہیں جس سے اس زبان کی مقبولیت میں اور تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔109

المختصر New World Order ایلومیناتی، فری میسنز110، صیہونیت، کمیونسٹس، بین الاقوامی بینکرز، امریکہ کی The Council of Foreign Relations(CFR)، The Jesuits 111، knight Templars 112، The Veticans 113، اقوام متحدہ حتیٰ کہ امریکہ کہ فیڈرل ایجنسی FEMA کا آخری مقصد ہے۔114

یہودی یہ تمام اقدامات اس لیے کر رہے ہیں تاکہ ہیکل سلیمانی کو تیسری بار تعمیر کر کے دنیا پر یہودی حکمرانی ایک بار پھر سے قائم کی جائے۔ یہودیوں کا اس بات پر کامل یقین ہے کہ ان کا "مسیحا" اس وقت تک اس دنیا میں نہیں آئے گا جب تک کہ ہیکل کو تیسری بار تعمیر نہیں کر لیتے۔

بائبل کی عہد عتیق کے مطابق حضرت داؤدؑ کی اولاد سے ایک "مسیح بادشاہ" نے یروشلم پر قبضہ کر کے یہودیوں کو تمام دنیا پر غلبہ دلانا ہے۔ چونکہ عیسائیوں کے نزدیک یہ نجات دہندہ "یسوع مسیح" ہوں گے اس لیے امریکہ کے سابق صدر جمی کارٹر نے علی الاعلان یہ دعویٰ کیا تھا کہ ریاست اسرائیل کا قیام و بقا اس کا مذہبی فریضہ ہے۔115 چنانچہ 14 مئی 1948ء کو تھیوڈر ہرزل کی کوششوں سے تاج برطانیہ کی زیر نگرانی فلسطین میں اسرائیلی ریاست کا قیام عمل میں لے آیا گیا جسے چند گھنٹوں کے بعد ہی امریکی صدر "ٹرومین" نے تسلیم کر لیا۔

ایک حقیقی عالمی توحیدی حکومت کا قیام

حقیقت میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے خلیفہ کا تقرر فرمایا ہی اس لیے تھا کہ زمین پر ایک عالمی توحیدی حکومت کا قیام عمل میں لایا جائے جہاں عدل و انصاف کا بول بالا اور الٰہی احکامات کی پیروی کی جائے مگر شیطان انسانوں کو ورغلا کر ظلم و تعدی کے نظام کی طرف لے گیا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے منفی قوت کے دو نمائندے "شیطان اور دجال" کو وقت مقرر تک مہلت دی اسی طرح اپنے دو نمائندے "حضرت عیسیٰ اور امام مہدی علیہما السلام" کو بھی ان کے خاتمے کے لیے محفوظ رکھا۔ شیطان اور اس کے پیروکاروں کی تمام تر کوششوں کی باوجود اللہ تعالیٰ نے یہ عالمی نظام ایک دن قائم فرما کر اپنے نور (خلافت و ہدایت) کو مکمل کرنا ہے اور اسلام کے سوا تمام مذاہب مٹ جائیں گے جس کا اس نے قرآن حکیم میں وعدہ فرمایا ہے116 اور یقیناً یہ نظام قیامت سے پہلے نافذ ہو گا۔

قیامت کا علم تو یقیناً اللہ تعالیٰ کے پاس ہے مگر احادیث نبوی ﷺ کے ذریعے اس کی آمد کی رہنمائی فرما دی گئی ہے۔ قیامت کے حوالے سے تین قسم کی احادیث مروی ہیں۔ ایک فتنوں اور گمراہیوں کا پتہ دیتی ہیں۔ دوسری میں دنیا میں واقع نمایاں تبدیلیاں خاص طور پر دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ، عرب سرزمین کا سرسبز و شاداب اور دولت کی کثرت و فراوانی وغیرہ ہیں جبکہ تیسری علامات میں امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے نزول کے ساتھ دجال کا ظہور اور یاجوج وماجوج کا خروج وغیرہ شامل ہیں۔117

در حقیقت دنیا کے تمام بڑے مذاہب میں ایک ایسی "شخصیت" کا ذکر موجود ہے جو دنیا کے اختتام کے قریب ظاہر ہو گی اور ساری دنیا میں عدل و انصاف قائم کر کے ایک نظام حکومت رائج کر دے گی۔ یہ شخصیت عیسائیوں کے نزدیک "حضرت عیسیٰؑ"، یہودی اپنا "مسیحا"، بدھ مت کے لوگ "پانچواں بدھا"، ہندوؤں کے مطابق "کرشنا" اور اسلامی روایات میں "امام مہدی" ہیں۔118 مسلمان علماء اس بات پر متفق ہیں کہ یہودی جس "مسیحا" کا انتظار کر رہے ہیں وہ "مسیح دجال" ہے کیونکہ جس علامت کو انہوں نے اختیار کیا ہوا ہے وہ ایک آنکھ کو ظاہر کرتی ہے اور احادیث نبویہ ﷺ سے یہ بات چودہ سو سال پہلے ہی بتا دی گئی کہ آخری وقت میں دجال کا ظہور ہو گا جو ایک آنکھ سے کانا ہو گا اور دنیا کفر، شرک ، ظلم و الحاد اور ہر طرح کی برائی سے بھر چکی ہو گی۔

دجال کے خروج سے قبل ہی امام مہدی کا ظہور ہو جائے گا۔ آپ سید اور اولاد فاطمہ میں سے ہوں گے اور چہرہ مبارک حضور ﷺ سے مشابہہ ہو گا۔119

امام مہدی کے ظہور سے قبل سفیانی کا خروج ہو گا جو ابوسفیان کی اولاد سے ہو گا اور سادات کا قتل عام کرے گا۔120

اس کے بعد "جنگ ہرمجدون"121 ہو گی۔ اس میں مسلمان اور عیسائی مل کر کسی نامعلوم دشمن کے خلاف لڑیں گے اور فتح پائیں گے۔122 شاہ رفیع الدین سنن ابو داؤد کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ اس جنگ میں فتح کے بعد رومی فوج سے ایک شخص کھڑا ہو گا اور صلیب کی فتح کا نعرہ لگائے گا۔ لیکن اسلامی لشکر سے ایک سپاہی اٹھ کر اسے مارے گا اور کہے گا کہ یہ فتح اسلام کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اس بات پر دونوں لشکروں میں جنگ ہو جائے گی جس میں مسلمانوں کا بہت زیادہ نقصان ہو گا۔ شاہ اسلام شہید اور شام پر رومی قبضہ ہو جائے گا۔123 اس کے بعد لوگ امام مہدی کی تلاش کریں گے کہ اب وہی اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ان کو اس تکلیف سے نجات دلائیں گے۔ امام مہدی مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تشریف لائیں گے اور دوران طواف کعبہ "رکن اور مقام ابراہیم" کے درمیان مسلمانوں کی جماعت کی طرف سے پہچان لیے جائیں گے۔ وہ زبردستی آپ کی بیعت کریں گے اور بوقت بیعت آسمان سے یہ آواز آئے گی:

ھذا خلیفة اللہ فاستمعو لہ و اطیعو اور اس آواز کو تمام عام و خاص سنیں گے۔ آپ سے مقابلہ کے لیے سفیانی اپنا لشکر بھیجے گا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان زمین میں دھنس جائے گا۔124

اس کے بعد امام مہدی خونریز جنگوں کا آغاز کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم جزیرہ عرب پر چڑھائی کرو گے اور اللہ تمہیں فتح دے گا"۔ دراصل یہ لڑائی سفیانی کے خلاف ہو گی جس میں سفیانی کے لشکر کو شکست ہو گی۔ اس کے بعد امام اور اہل روم میں زبردست معرکہ ہو گا۔ مسلمانوں اور رومیوں میں اتحاد ٹوٹ جانے کے بعد رومی 9 ماہ تک فوجیں جمع کریں گے اور 80 جھنڈوں تلے جمع ہوں گے اور ہر جھنڈے تلے 12 ہزار کا لشکر ہو گا۔ یہ جنگ جسے "الملحمۃ الکبریٰ" (Armageddon) کہا جاتا ہے، شام میں دمشق کے قریب مقام اعماق یا دابق کے مقام

پر ہو گا۔ جس میں آپ کو اللہ تعالیٰ فتح سے نوازیں گے۔ اس کے بعد امام عالی مقام قسطنطنیہ پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیں گے جس کے بعد "دجال" کا خروج ہو گا۔125

مسلمانوں کے دین و ایمان کی سلامتی کے لیے دجال بہت بڑا خطرہ ہو گا۔ مسلم میں ارشاد نبوی ﷺ ہے: "آدم سے لے کر قیامت تک اللہ کی مخلوق میں سے دجال سے بڑا فتنہ کوئی نہیں ہو گا۔" لوگوں کے ایمان کی آزمائش کے لیے اللہ تعالیٰ نے اسے بے پناہ طاقت دے رکھی ہو گی۔ وہ حکم کرے گا تو بارش برسے گی اور زمین نباتات اگائے گی۔ جانور صحت مند اور موٹے ہو جائیں گے اور ان کا دودھ بڑھ جائے گا۔ زمین خزانے نکال باہر کرے گی۔ قحط طاری کرنے اور مردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہو گا۔126

وہ اپنے رب ہونے کا دعویٰ کرے گا اور ضعیف الاعتقاد لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے۔ دجال چالیس دنوں کے اندر دنیا کا چکر لگا کر واپس آجائے گا مگر مکہ اور مدینہ میں فرشتوں کی حفاظت کی وجہ سے داخل نہ ہو پائے گا۔ دجال دمشق پہنچے گا جہاں امام مہدی اس کے ساتھ آخری جنگ کی تیاری میں مصروف ہوں گے۔ وقت نماز فجر حضرت عیسیٰؑ دو فرشتوں کی مدد سے مسجد دمشق کے مشرقی مینارے پر نزول فرمائیں گے۔ حضرت امام مہدی انہیں نماز پڑھانے کا کہیں گے مگر وہ امام مہدی کی امامت میں نماز ادا کریں گے۔ دجال ستر ہزار یہودی لشکر کے ساتھ شہر کا محاصرہ کیے کھڑا ہو گا۔ اسلامی فوج دجال کے لشکر پر حملہ آور ہو گی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ کی سانس میں ایسی طاقت پیدا فرما دیں گے کہ وہ جس کافر تک پہنچے گی وہ اس سانس کو لیتے ہیں مر جائے گا۔ دجال حضرت عیسیٰؑ کی سانس سے بچنے کے لیے جنگ سے فرار ہونے کی کوشش کرے گا مگر آپ اسے بیت المقدس کے قریب "لُد" کے مقام پر نیزہ مار کر قتل کر دیں گے۔127

مسلمان لشکر یہودیوں کو چن چن کر جہنم واصل کریں گے۔ صحیح بخاری، مسلم اور ترمذی کے مطابق دنیا کی کوئی بھی چیز یہودیوں کو پناہ نہیں دے گی۔ وہ جس چیز کے پیچھے چھپیں گے وہ چیز آواز دے گی کہ اے بندہ خدا! میرے پیچھے یہودی چھپا ہے۔ اسے قتل کر دے مگر **غرقد** کا درخت ان کے حالات کو چھپائے گا اور ان کو پناہ دے گا۔128 اس کے بعد تمام مذاہب ختم ہو جائیں گے اور صرف اسلام باقی رہ جائے گا۔129

اس کے بعد حضرت عیسیٰؑ اصلاحات کی طرف متوجہ ہوں گے۔ صلیب کو توڑنا، خنزیر کا قتل اور باقی بچ جانے والے تمام کافروں کا مسلمان ہونا اس میں شامل ہو گا۔ امن، سلامتی، اخوت، بھائی چارہ، پیار و محبت اور خدا ترسی عام ہو جائے گی۔ ہر آدمی کے پاس ضرورت سے زیادہ دولت ہو گی۔ امام مہدی سات یا نو سال خلافت فرمائیں گے اور ان کی وفات ہو جائے گی اور حضرت عیسیٰؑ نماز جنازہ پڑھائیں گے۔130

امام مہدی کے دور حکومت میں زمین عدل و انصاف سے اس طرح منور ہو جائے گی جس طرح کہ پہلے ظلم و جور سے بھری ہو گی۔ ایمان، عدل و انصاف، نیکی اور عبادت و اطاعت الٰہی کا دور دورہ ہو گا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ زمین کو توحید اور ایمان سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ کفر و شرک اور فساد سے بھر چکی ہو گی اور وہ عالمی حکومت جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی خلافت سے رکھی تھی، مکمل ہو جائے گی۔

حوالہ جات وحواشی

1 اگرچہ اللہ تعالیٰ کی ذات فرشتوں کی ضرورت سے بے نیاز ہے۔

2 اللہ تعالیٰ کی ذات اس کی تخلیق سے پہلے ہی واقف تھی کہ تخلیق آدمؑ کے بعد یہ کیا بن جائے گا۔

3 خلافت الٰہیہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا تھا کہ زمین پر ایک ہی حکومت ہو گی اور وہ الٰہی حکومت ہو گی۔

4 شیخ علی بن عبدالرزاق،اسلام اور اصول حکومت (الاسلام و اصول الحکم) ،مترجم راجا محمد فخر ماجد، ناشر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار ، اعزازی سیکرٹری بزم اقبال کلب روڈ لاہور،1995،ص25 پر خلافت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:"خلافت فعل خلف سے بنا ہے اور اس کے لغوی معنی ہیں کسی کا جانشین بننا۔ تخلف کے معنی ہے کسی کا قائم مقام ہو نا، کسی کے بعد آنا، کسی کی جگہ ناظم الامور بننا۔ عام معنوں میں خلف اس وقت استعمال ہوتا ہے جب کوئی شخص کسی کی بجائے کوئی کام سرانجام دے، خواہ اس کی زندگی میں خواہ اس کے بعد"۔ قرآن مجید میں آیا ہے: (وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ) الزخرف 43 :60

5 (وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً) البقرہ،2 : 30

6 (قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ) البقرہ،2 : 30

7 شاید یہ انتخاب بھی مخلوقات کی آزمائش کے لیے تھا۔

8 (وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا) البقرہ،2 : 31

9 (وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ) البقرہ 2 : 34

10 (قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ) الاعراف، 7 : 12

11 (قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ) الاعراف، 7 : 12

12 قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ 0 قَالَ أَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ 0 قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ 0 قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ 0 ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ 0 قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُومًا مَدْحُورًا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ أَجْمَعِينَ) الاعراف،7 : 13 تا 18

13 (قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ 0 وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ) الحجر،15 : 34،35

14 (قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ 0 قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ 0 إِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ) الحجر،15 : 36 تا 38

15 قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ 0 إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ 0 قَالَ هَذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ 0 إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ 0 وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ) الحجر،15 : 39 تا 43

16 قرآن پاک میں بہت سی جگہوں پر شیطان کے بارے میں إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایک ایسی مخالف قوت کی گنجائش رکھی جس سے انسان کی آزمائش ہو اور وہ اپنی خداداد عقل و علم استعمال کرکے سعید و نیک بخت ہو جس کی بناء پر اسے اشرف المخلوقات کا درجہ دیا گیا تھا۔ ورنہ اگر ایک ہی حق کا راستہ ہوتا اور انسان اس کی پیروی کرتے ہوئے جنت میں چلا جاتا تو پھر اس کو اشرف المخلوقات بنانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اسے اپنی عقل و علم استعمال کرکے حق و باطل میں سے الٰہی اقتدار اعلیٰ کو تسلیم اور اس پر ایمان لاکر عمل کرنا تھا۔

17 مگر یہ یاد رہے کہ انسان کی اصل تخلیق بطور خلیفہ زمین کے لیے کی گئی تھی۔

18 (وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ) البقرہ،2 : 35

19 (فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ 0 وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ 0 فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُلْ لَكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُبِينٌ) الاعراف، 7 : 20 تا 22

20 (وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ) البقرہ، 2 : 36

21 (قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ 0 وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ) البقرہ، 2 : 38، 39

22 (وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ 0 لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ 0 إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ 0 فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ 0 فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحَثُ فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْءَةَ أَخِيهِ قَالَ يَا وَيْلَتَا أَعَجَزْتُ أَنْ أَكُونَ مِثْلَ هَٰذَا الْغُرَابِ فَأُوَارِيَ سَوْءَةَ أَخِي فَأَصْبَحَ مِنَ النَّادِمِينَ) المائدہ، 5 : 27 تا 31

23 مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، یہودیت قرآن کی روشنی میں، ادارہ ترجمان القرآن لمیٹڈ، لاہور، 1985ء، ص90۔91

24 (وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ) یٰسین 36 :62

25 (مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا) الاحزاب، 33 : 40

26 (إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ) الحجر 15 :9

27 (يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ) البقرہ، 2 : 47

28 (يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ) البقرہ 2 : 40

29 مودودی، یہودیت قرآن کی روشنی میں، ص21

30 محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی، مولانا، قصص القرآن، جلد اول و دوم، دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی، 2002، ص212

31 Ur.m.wikipedia.org>wiki>کنعان

32 (أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَٰهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ) البقرہ 2 : 133

33 ہرل، محمد بشیر، بنی اسرائیل۔ایک طائرانہ نظر، حاصل مطالعہ سیریز، کراچی، ص 6، 7

34 ماڈرن انسائیکلوپیڈیا، مقالہ سلیمان، ص1108

35 ندوی، حبیب الحق، سید، فلسطین اور بین الاقوامی سیاست، کراچی، ص201،

محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی، مولانا، قصص القرآن، جلد سوم و چہارم، دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی، 2002، ص81

36 احسان الحق رانا، ڈاکٹر، یہودیت و مسیحیت، مسلم اکادمی، لاہور، محرم الحرام 1402ھ، نومبر 1981ء، ص175، 176

37 اسرائیل شحاک / نارٹن میزونسکی (مترجم: محمد احسن بٹ)، اسرائیل میں یہودی بنیاد پرستی، جمہوری پبلیکیشنز لاہور، اگست 2004ء، ص35

38 محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی، قصص القرآن، جلد سوم و چہارم، ص76

39 اصلاحی، امین احسن، مولانا، تدبر القرآن، فاران فاؤنڈیشن لاہور، دارالاشاعت کراچی، 2004ء، ج1، ص183

40 (وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا0 بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا0 وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا) النساء،4 : 157 تا159

41 طبری، محمد بن جریر، تاریخ طبری، جلد اول، حصہ اول و دوم، دارالاشاعت اردو بازار، کراچی، 2003ص 471

42 مودودی، یہودیت قرآن کی روشنی میں، ص21

43 محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی، قصص القرآن، جلد سوم و چہارم، ص89، 90

44 عماد الحسن آزاد، فاروقی، دنیا کے بڑے مذہب، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ جامعہ نگر، نئی دہلی، دسمبر1986ء، ص92

45 محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی، مولانا، قصص القرآن، جلد سوم و چہارم، ص90، 91

46 (الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمُ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ) الانعام،6 : 20

47 یہودیوں کے بیسیڈی فرقوں کے مذہبی پیشواؤں کا خطاب ہے۔ اس کے علاوہ یہودی علماء کے لیے ربانی اور احبار (واحد حبر) بھی استعمال ہوتا ہے۔

48 عماد الحسن آزاد، دنیا کے بڑے مذہب، ص250

49 ایضاً، ص252

50 Armstrong، Karen، The Battle for Good (ترجمہ) خدا کے لیے جنگ، مترجم محمد احسن بٹ، نگار اشاعت مزنگ لاہور، ص31

51 عماد الحسن آزاد، دنیا کے بڑے مذہب، ص253 تا257

52 اسرائیل شحاک / نارٹن میزونسکی (مترجم: محمد احسن بٹ)، اسرائیل میں یہودی بنیاد پرستی، ص39

53 عماد الحسن آزاد، دنیا کے بڑے مذہب، ص258

54 یاسر ندیم، مولانا، گلوبلائزیشن اور اسلام، دارالاشاعت کراچی، 2004ء، ص14۔15

55 نذر الحفیظ، ندوی، مغربی میڈیا اور اس کے اثرات، ناشران معظم و اعظم، لکھنؤ، ص37

56 عماد الحسن آزاد، دنیا کے بڑے مذہب، ص261

57 ایلومیناتی کی بنیاد یکم مئی، 1776 کو، جرمنی کے ایک حصے باویریا میں انگولاسٹٹ یونیورسٹی میں ایک جیسوئٹ کے پجاری اور کینن لاء کے پروفیسر ایڈم ویشوپٹ نے رکھی جو 6 فروری 1748 کو پیدا ہوا اور ایک یہودی ربی کا بیٹا تھا۔ والد کی وفات کے بعد اس نے کیتھولک مذہب اختیار کر لیا۔ ویشوپٹ اگرچہ پجاری تھا مگر اسے جیسوئٹ سے نفرت پیدا ہو گئی اور وہ ملحد ہو گیا۔ اس نے فرانسیسی محققین کو پڑھا اور ان سے بہت متاثر ہوا۔ اس نے فرانس میں تعلیم حاصل کی اور فرانسیسی رائل کورٹ کے چند دوستوں کے ذریعے وہ شیطانیت سے متاثر ہوا۔ 1770 میں، انھیں میئر ایمشیل روتھشائلڈ نے ایک ایسی تنظیم تیار کرنے کے لئے منتخب کیا جسے وہ استعمال کر سکے۔ پروفیسر ویساپٹ ایلومیناتی کی بنیاد رکھنے سے پہلے ہی خفیہ معاشروں سے وابستہ ہو گئے تھے۔ ویشاپٹ کو روتھشیلڈز (جنہیں شیطان پرست بھی کہا جاتا ہے) کی طرف سے ہدایت دی گئی تھی کہ کیتھولک چرچ چھوڑ دیں اور تمام مختلف خفیہ گروہوں کو متحد کریں۔ ویشوپٹ نے پانچ سال ایک ایسے منصوبے پر عمل کرنے میں صرف کیے جس کے ذریعے ان کے تمام نظریات کو ایک ہی نظرے میں رکھ دیا جائے۔ وہ عیسائیت کو Reason کے مذہب کے ساتھ بدلنا چاہتا تھا۔ ایک ابتدائی آئیڈیا یہ بھی تھا کہ ایک تنظیم تشکیل دی جو 'Schools of Wisdom' پر مشتمل ہو جس کا ہدف نسل انسانی کو 'ایک اچھا اور خوش کن خاندان بنانا تھا'۔ چنانچہ یکم مئی 1776ء کو ویشوپٹ نے "آرڈر آف ایلومیناتی" کی بنیاد رکھی جس کا نام لوسیفرین تعلیمات سے اخذ کیا گیا تھا جس کا مطلب "روشنی کے رکھوالے" ہے۔ شیطان، جب وہ ایک فرشتہ تھا، اسے لوسفر کے نام سے جانا جاتا تھا، جو 'نور کی روشنی والا' تھا، اور یہ کہ اس گروپ کا نام اسی سے تیار ہوا۔ یکم مئی کمیونسٹ ممالک کے ساتھ ساتھ جادوگرنیوں کے لیے بھی خاص دن کے طور پر جانا جاتا ہے۔ ایلومینیٹی کی ایک بڑی محقق نیسٹا وبسٹر نے اپنے مقاصد کا خلاصہ اس طرح کیا ہے۔

1۔ بادشاہت کا خاتمہ اور تمام حکمران حکومت۔

2۔ نجی املاک کا خاتمہ۔

3۔وراثت کا خاتمہ۔

4۔حب الوطنی (قوم پرستی) کا خاتمہ۔

5۔کنبہ کا خاتمہ (یعنی شادی اور تمام اخلاقیات، اور بچوں کی فرقہ وارانہ تعلیم کا ادارہ)۔

6۔تمام مذہب کا خاتمہ

58 ARTHUR GOLDWAG, Cults, Conspiracies, and Secret Societies,(Chapter: Protocols of the Learned Elders of Zion) Vintage books , New York

59 Ibid

60 یاسر ندیم، گلوبلائزیشن اور اسلام، ص10

61 ARTHUR GOLDWAG, Cults, Conspiracies, and Secret Societies,(Chapter: Protocols of the Learned Elders of Zion) Vintage books , New York

62 A. Ralph Epperson, THE UNSEEN HAND An Introduction into the Conspiratorial View of History, p 81

63 یاسر ندیم، گلوبلائزیشن اور اسلام، ص11

64 ARTHUR GOLDWAG, Cults, Conspiracies, and Secret Societies,(Chapter: Protocols of the Learned Elders of Zion) Vintage books , New York

65 A. Ralph Epperson, THE UNSEEN HAND An Introduction into the Conspiratorial View of History, p376

66 Ibid, p 377. 378

67 Ibid, p279

68 عبدالرزاق عبدالغفار سلفی، شیخ، گلوبلائزیشن اور عالم اسلام، مکتبہ الفہیم، موناتھ بھنجن یوپی، نومبر 2014ء، ص48

69 David Allen Rivera, FINAL WARNING: A HISTORY OFTHE NEW WORLD ORDER , CONSPIRACY BOOKS, (Chapter: The birth of Tyranny; The Illuminati), p 24 of 65

70 A. Ralph Epperson, THE UNSEEN HAND An Introduction into the Conspiratorial View of History, p 85

71 David Allen Rivera, FINAL WARNING: A HISTORY OFTHE NEW WORLD ORDER , CONSPIRACY BOOKS, (Chapter: THE COMMUNIST AGENDA; THE ORIGIN OF COMMUNISM), p 16 of 81

72 Stephanie Bearce, World War I Top Secret files, Prufrock Press Inc. Waco.Texas, 2015

73 ur.m.wikipedia.org/wiki/پہلی-جنگ-عظیم

74 ur.m.wikipedia.org/wiki/دوسری-جنگ-عظیم

75 David Allen Rivera, FINAL WARNING: A HISTORY OF THE NEW WORLD ORDER , CONSPIRACY BOOKS, (Chapter: The birth of Tyranny; The Illuminati), p 63 of 65

76 ARTHUR GOLDWAG, Cults, Conspiracies, and Secret Societies, Vintage Books New York(9/11 Truth Movement)

77 David Allen Rivera, FINAL WARNING: A HISTORY OF THE NEW WORLD ORDER , CONSPIRACY BOOKS, (Chapter: BRINGING THE WORLD TOGETHER), p 2 & 3 of 9

78 یاسر ندیم، گلوبلائزیشن اور اسلام، ص142

79 عبد الرزاق عبد الغفار سلفی، شیخ، گلوبلائزیشن اور عالم اسلام، ص85۔86

80 یاسر ندیم، مولانا، گلوبلائزیشن اور اسلام، ص110

81 A. Ralph Epperson, THE UNSEEN HAND An Introduction into the Conspiratorial View of History, p380. 383

82 David Allen Rivera, FINAL WARNING: A HISTORY OF THE NEW WORLD ORDER , CONSPIRACY BOOKS, (Chapter: The birth of Tyranny; The Illuminati), p 33 of 65

83 A. Ralph Epperson, THE UNSEEN HAND An Introduction into the Conspiratorial View of History, p378

84 یاسر ندیم، گلوبلائزیشن اور اسلام، ص110

85 A. Ralph Epperson, THE UNSEEN HAND An Introduction into the Conspiratorial View of History, p 81

86 یاسر ندیم، گلوبلائزیشن اور اسلام، ص72

87 ARTHUR GOLDWAG, Cults, Conspiracies, and Secret Societies,(Chapter: Protocols of the Learned Elders of Zion) Vintage books , New York

88 یاسر ندیم، گلوبلائزیشن اور اسلام، ص271۔272

89 ہرل، محمد بشیر، بنی اسرائیل-ایک طائرانہ نظر،حاصل مطالعہ سیریز، کراچی، ص 14

90 یاسر ندیم، گلوبلائزیشن اور اسلام، ص351تا355

91 A. Ralph Epperson, THE UNSEEN HAND An Introduction into the Conspiratorial View of History, p 368

92 عبد الرزاق عبد الغفار سلفی ، گلوبلائزیشن اور عالم اسلام، ص67

93 ایضاً، ص105۔106

94 یاسر ندیم، گلوبلائزیشن اور اسلام، ص212۔213

95 عبد الرزاق عبد الغفار سلفی، گلوبلائزیشن اور عالم اسلام، ص105

96 یاسر ندیم، گلوبلائزیشن اور اسلام، ص215

97 عبد الرزاق عبد الغفار سلفی، گلوبلائزیشن اور عالم اسلام، ص106۔107

98 یاسر ندیم، گلوبلائزیشن اور اسلام، ص78۔79۔80

99 ہرل، محمد بشیر، بنی اسرائیل-ایک طائرانہ نظر،حاصل مطالعہ سیریز ، ص 14

100 Jean Robert Leguey Feilleux, Global Governance Diplomacy The Critical Role of Diplomacy in Addressing Global Problems, Rowman & Littlefield, London, 2017, p 152

101 A. Ralph Epperson, THE UNSEEN HAND An Introduction into the Conspiratorial View of History, p 369

102 Ibid, p 15

103 ARTHUR GOLDWAG, Cults, Conspiracies, and Secret Societies, Vintage Books New York,(Abraham Lincoln Assassination)

104 ARTHUR GOLDWAG, Cults, Conspiracies, and Secret Societies, Vintage Books New York,(The Kennedy Assassinations)

105 یاسر ندیم، گلوبلائزیشن اور اسلام، ص109

106 A. Ralph Epperson, THE UNSEEN HAND An Introduction into the Conspiratorial View of History, p12

107 Ibid, p 378

108 Ibid, p 76.77

109 یاسر ندیم، گلوبلائزیشن اور اسلام، ص265 تا 309

110 فری میسنز ایک خفیہ آرڈر ہے۔ اس کی پیروی کرنے والوں کے مطابق اس مقصد "اخوت کا فروغ" ہے۔ البرٹ پائیک کے مطابق "میسنری روشنی کی تلاش" ہے۔ ابتدائی میسونک نسخوں کے مطابق اس کی ابتداء آدمؑ کی طرف کی جاتی ہے جو کہ پہلا میسن (معمار) تھا۔ انجیر کے پتوں کا تہبند میسن کی نمائندگی کرتا ہے جو آدم و حوا علیہما السلام نے پہنا تھا۔ میسنز کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ Dr. Albert Mackey کے مطابق میسنز کی ابتدا بابل سے ہوئی۔ جب حضرت سلیمانؑ ہیکل کی تعمیر فرما رہے تھے تو فری میسنری کو دوبارہ زندہ کیا گیا۔ لیکن Martin L.Wagner کے مطابق Solomon سے مراد حضرت سلیمانؑ نہیں بلکہ یہ Sol...om...on ہے جو لاطینی زبان میں سورج کے لیے بولا جاتا ہے۔ پھر ان معماروں نے ایک مذہب (خفیہ معاشرے) کی صورت اختیار کر لی۔ انہوں نے چرچ کے ساتھ مل کر کام شروع کر دیا تاکہ اس کے قانونی وارث بن جائیں۔ 1725 تک یہ پورے فرانس میں پھیل گیا۔ انہوں نے اور بھی بہت سارے خفیہ معاشرے اپنے اندر ضم کر لیے۔ 1777ء میں ایلومیناتی کے بانی ویشوپت نے فری میسن میں شمولیت اختیار کر لی اور 1778ء میں اس نے ان دونوں خفیہ معاشروں کو ضم کر دیا اور دونوں نے مل کر یہودیوں کی "ایک عالمی حکومت" کے لیے کام شروع کر دیا۔

111 Jesuits کوئی فرقہ نہیں بلکہ رومی کیتھولک پادریوں کا غیر رسمی نام ہے جو Society of Jesus سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ ایک مذہبی آرڈر ہے جس کی بنیاد ایک ہسپانوی سپاہی اور پادری Ignatius of Loyola نے 1540ء میں رکھی۔ جلد ہی اس معاشرے نے اپنے نام کی بنیاد پر عزت کا مقام حاصل کر لیا۔ بہترین نظم و نسق، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور مقامی زبانوں میں ماہر ہونے کی وجہ سے انہوں نے پوپ کی تبلیغی جماعت کے طور پر کام کیا اور یوں پوری دنیا میں سکول کھول لیے۔ پروٹسٹنٹس کو چیلنج کرنے کے ساتھ ساتھ رومن کیتھولک چرچ کے اندر بھی اصلاحات کے لیے دباؤ ڈالنے کی وجہ سے انہوں نے دونوں طرف اپنے دشمن پیدا کر لیے۔ 1773ء سے 1814ء کے درمیان پوپ کے حکم پر اسے معطل کر دیا گیا مگر بعد میں اسے بحال کر دیا گیا اور اس وقت دنیا کے چھ براعظموں کے سو سے زیادہ ممالک میں تقریباً 20 ہزار پادری خدمات سرانجام دے رہے ہیں جو اسے رومن کیتھولک چرچ کا سب سے بڑا آرڈر بناتا ہے۔ ان کی آزادانہ سیاست اور جدوجہد کی وجہ سے اسے ایک مذہبی آرڈر کی بجائے ایک مسلک، سازش اور مذموم خفیہ معاشرہ کے طور پر زیادہ جانا جاتا ہے۔ 1614ء میں پالینڈ میں The Secret Instructions of the Society of Jesus شائع ہوئی جو Protocols of Learned Elders of Zion سے بہت زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔ یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ ایڈم ویشاپت جس نے "ایلومیناتی" تنظیم کی بنیاد رکھی شروع میں Jesuit تھا۔

112 یروشلم میں 1118ء کے لگ بھگ قائم ہوئی۔ یہ یورپین عیسائی تھے جنہوں نے جنگجو زندگی اپنانے کو ترجیح دی جس کی مثال اس سے پہلے نہیں تھی۔ اسے پہلی صلیبی جنگ کے بعد چند آدمیوں نے بنائی جس کا مقصد سرزمین مقدس میں عیسائی عازمین اور صلیبیوں کے زیر قبضہ علاقوں کا دفاع کرنا تھا۔ بنیادی طور پر اس آرڈر کا قیام مسلمان فتوحات کو روکنا تھا۔ اسے 22 مارچ 131ء کو papal bull کے حکم پر اپنے مقصد سے ہٹ کر دوسرے کاموں میں مداخلت کی وجہ سے تحلیل کر دیا گیا اور اس کا سرکاری ریکارڈ قبرص میں موجود ہیڈ کوارٹر میں محفوظ کر دیا گیا۔ لیکن 1571ء میں سلطلنت عثمانیہ کے ہاتھوں شکست کھانے کے بعد عثمانیوں نے اس میں موجود تقریباً تمام ریکارڈ جلا دیا۔ 18 ویں صدی میں فری میسن کے ظہور کے بعد دوبارہ نائٹ ٹمپلرز پر بات کی جانے لگی۔ سکاٹ لینڈ

کے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ فری میسن کا قیام ٹمپلرز نے کیا یا کم از کم وہ اس سے بہت زیادہ متاثر ہیں اور ان سے انہوں نے انتہائی خفیہ پر اسرار راز سیکھے ہیں اور ایلومیناتی کے پیچھے اصل طاقت بھی یہی ٹمپلرز ہی ہیں۔

113 Vatican City اٹلی کے شہر روم سے گھرا ہوا ہے۔ یہ رومن کیتھولک چرچ کا صدر مقام ہے اور پوپ کا گھر بھی اس شہر میں ہے۔

114 ARTHUR GOLDWAG, Cults, Conspiracies, and Secret Societies,(Chapter: Protocols of the Learned Elders of Zion) Vintage books , New York

115 احسان الحق رانا، ڈاکٹر، یہودیت و مسیحیت، مسلم اکادمی، لاہور، محرم الحرام 1402ھ، نومبر 1981ء، ص192

116 (يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ 0 هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ) الصف، 61 : 8۔9

117 کیلانی، محمد اقبال، علامات قیامت کا بیان، مکتبہ بیت السلام، الریاض، 1430ھ، ص7۔8

118 A. Ralph Epperson, The New World Order, (Chapter 3: Lord Maitreya) p 19

119 محمد بدر عالم، سید، مہاجر مدنی، الامام المہدی، سید احمد شہید اکیڈیمی، لاہور، 11 صفر المظفر 1416ھ، ص5

120 محمد بدر عالم، سید، مہاجر مدنی، الامام المہدی، ص5

121 یہ عبرانی لفظ ہے جس میں "ہر" کا مطلب پہاڑ اور "مجیدو" فلسطین میں موجود ایک وادی ہے لیکن اب یہاں پہاڑ کی بجائے ایک وسیع و عریض میدان ہے جو مستقبل میں ایک بہت بڑی جنگ کا مرکز ہو گا۔

122 شاہد مسعود، ڈاکٹر، End of Time، ص38 تا 41

123 رفیع الدین، مولانا، شاہ، دہلوی، ترجمہ محمد اسلم زاہد، آثار قیامت اور فتنہ دجال کی حقیقت، عمر پبلیکیشنز، لاہور، نومبر 2005ء، ص18

124 محمد بدر عالم، سید، مہاجر مدنی، الامام المہدی، ص6

125 شاہد مسعود، ڈاکٹر، End of Time، ص56 تا 60

126 کیلانی، محمد اقبال، علامات قیامت کا بیان، ص13

127 محمد سعید الحسن، سید، علامات قیامت اور حضرت امام مہدی، ادارہ حزب الاسلام، فیصل آباد، 1998ء ص19

128 رفیع الدین، مولانا، شاہ، دہلوی، ترجمہ محمد اسلم زاہد، آثار قیامت اور فتنہ دجال کی حقیقت، ص33

129 کیلانی، محمد اقبال، علامات قیامت کا بیان، ص15

130 محمد سعید الحسن، سید، علامات قیامت اور حضرت امام مہدی، ص19